جی چاہتا ہے نقشِ قدم چومتے چلیں

مولانا صدرالدین اصلاحیؒ

خان یاسر

امی، ابّی اور دادا کے نام

جن سے میں نے سیکھا کہ
عظیم شخصیات
آسمان سے نہیں اترتیں
بلکہ
زمین پر پیدا ہوتی ہیں،
زمین سے وابستہ ہوتی ہیں؛
اور یہ کہ
ہر بچہ
اگر 'چاہے'
تو 'بڑا' آدمی بن سکتا ہے...

ان آبلوں سے پاؤں کے گھبرا گیا تھا میں
جی خوش ہوا ہے راہ کو پر خار دیکھ کر

”موجودہ دور کا سب سے زیادہ روادار سیاسی نظریہ، اپنے سب سے بہتر مفہوم میں، سیکولرزم کا نظریہ ہے۔ لیکن اس کا بھی حال یہ ہے کہ اپنی تمام رواداریوں کے باوجود وہ اتنا مخالفِ اسلام پھر بھی ہے کہ زندگی کے اجتماعی مسائل میں اس کے لیے کوئی جگہ نہیں چھوڑتا۔ اس لیے اگر کسی کو قرآن اور اسلام کی صحیح اور مکمل پیروی کرنی ہو تو اسے اس جیسے نظریے تک کو بھی لازماً غلط قرار دینا پڑے گا۔ ورنہ اس کے لیے قرآن کی مطلوبہ پیروی کا حق ادا کر سکنے کا خواب خواب ہی رہ جائے گا۔ لیکن اس نظریے کی مقبولیت اور طاقت کا عالم یہ ہے کہ وہ آج کا 'کلمۂ جامعہ' اور 'کلمۂ سواء' بنا ہوا ہے، مشرق و مغرب سبھی اس کے ثنا خواں ہیں۔ اس کی نام نہاد معقولیت اہل دنیا اور اربابِ سیاست ہی سے نہیں، اہل دین سے بھی خراج عقیدت وصول کر رہی ہے۔ ایسی چھائی ہوئی مقبولیت اور ایسی بے پناہ طاقت والے نظریے کی تردید یقیناً 'دیوانگی' ہی کہلائے گی۔ لیکن نہ بھولیے کہ دین خدا کی پیروی کا حق جب کبھی ادا ہوا ہے 'دیوانوں' ہی سے ادا ہوا ہے، 'فرزانوں' کو یہ توفیق کبھی نہیں ملی ہے۔[۳۹]“

(صدر الدین اصلاحی)

صدرالدین اصلاحی

پیدائش، بچپن اور حصول تعلیم: مولانا صدرالدین اصلاحیؒ کی پیدائش 1916 میں ضلع اعظم گڑھ میں سیدھا سلطان پور کے ایک تعلیم یافتہ گھرانے میں ہوئی۔ والد ماجد حافظ قرآن تھے، زندگی بھر درس و تدریس سے شغل رہا۔ مولانا صدرالدین نے ابتدائی تعلیم اپنے نانیہال بندول کے پرائمری اسکول میں اور ثانوی تعلیم مڈل اسکول بلریا گنج میں پائی۔ یکم نومبر 1929 کو مدرسۃ الاصلاح میں داخل ہوئے اور 1937 میں فراغت حاصل کی۔ اس کے بعد دارالعلوم دیوبند میں داخلہ لیا لیکن بوجوہ چند ماہ سے زیادہ تعلیم جاری نہ رکھ سکے۔

آپ بچپن سے ہی سنجیدہ، متین، خاموش مزاج، مطالعہ کے حریص اور غور و خوض میں ڈوبے رہنے کے عادی تھے۔ چھٹیوں میں گھر آتے تو بھی زیادہ تر وقت مطالعے میں ہی لگاتے۔ والی بال اور مچھلی کے شکار کے شوقین تھے۔ خداداد تحریری صلاحیتوں کے حامل تھے۔ زمانہ طالب علمی میں ہی قلمی رسالہ البیان کی جس شان سے ادارت کی تھی اس کی حلقۂ اساتذہ میں خوب پذیرائی ہوئی۔ اسی زمانے میں ترجمان القرآن میں شائع ہونے والے ان کے مضامین نکاح کتابیہ اور مسلمان اور امامت کبریٰ وغیرہ ہاتھوں ہاتھ لیے گئے۔ مولانا شبلی متکلم ندویؒ، نجم الدین اصلاحیؒ، اختر احسن اصلاحیؒ، اور امین احسن اصلاحیؒ جیسے نابغۂ روزگار اساتذہ سے بطور خاص اکتساب کیا۔

فنا فی التحریک: ترجمان القرآن کے ذریعے مولانا مودودی اور صدرالدین اصلاحی باہم متعارف ہوئے۔ علامہ اقبال کے منصوبے کے تحت جب مولانا مودودی پٹھانکوٹ منتقل ہونے لگے تو انھوں نے مشترکہ دینی مقاصد کا حوالہ دے کر مولانا صدرالدین اصلاحی کو بھی پٹھانکوٹ آنے کی دعوت دی جو اس وقت مدرسۃ الاصلاح کے آخری درجے کے طالب علم تھے، ان دنوں بیمار بھی چل رہے تھے لیکن کسی چیز کی پرواہ نہ کرتے ہوئے انھوں نے حامی بھر لی۔ بعد میں مولانا مودودیؒ کے

یہاں پٹھانکوٹ آگئے اور ترجمان القرآن میں ان کا ہاتھ بٹانے لگے۔ اس عرصے میں ان کے متعدد مضامین، تراجم اور تبصرۂ کتب شائع ہوئے۔ اکتوبر 1940 میں جب مولانا مودودی نے ادارہ دار الاسلام کی بنیاد رکھی تو مولانا صدرالدین اس کے پانچ تاسیسی ممبروں میں سے ایک تھے۔ مولانا صدرالدین اصلاحی 1940 کے اخیر تک مولانا مودودی کے ساتھ رہے پھر بعض خانگی ضروریات کے پیش نظر وطن واپس آئے۔ اسی اثنا میں جنگ عظیم دوم کا فتنہ برپا ہوا جس کے چلتے آپ لاہور واپس نہ جاسکے۔ مولانا امین اصلاحی کے کہنے پر تدریسی خدمات انجام دینے کے لیے برما چلے گئے۔ مولانا ابھی برما میں ہی تھے کہ 25 اگست 1941 لاہور میں جماعت اسلامی کا تاسیسی اجلاس ہوا، عدم شرکت کے باوجود انھیں جماعت اسلامی کا رکن بنالیا گیا۔ دسمبر 1941 کو برما سے واپسی ہوئی اسی دوران مختلف جماعتی سرگرمیوں میں منہمک رہے۔ جنگ کے خاتمے کے وقت آپ حصار (ہریانہ) میں جماعت اسلامی کے زیر اہتمام چلنے والے ایک مدرسے میں تدریسی خدمات انجام دے رہے تھے۔ جنگ بندی کے بعد انھیں مرکز جماعت لاہور بلالیا گیا۔ ابھی ایک سال کی مدت بھی نہیں گزری تھی کہ مدرسۃ الاصلاح میں کچھ ایسے داخلی مسائل نے سر اٹھایا جن کے پیش نظر چنندہ اصلاحی علماء کو مدرسے بلایا گیا، مولانا صدرالدین اصلاحی کو بھی اس ضمن میں مدرسہ آنا پڑا۔ مولانا عربی ادب اور قرآن کے مضامین پڑھانے لگے۔ گو حالات کے نارمل ہوتے ہی انھیں مرکز لوٹنا تھا لیکن 1947 میں تقسیم کا سانحہ پیش آگیا۔ باوجود کئی دوستوں اور اکابرین کے پیہم اصرار کے، وہ پاکستان نہیں گئے۔

تقسیم کے بعد مولانا صدرالدین اصلاحی نے جماعت اسلامی ہند کے قالب میں نئی روح پھونکنے میں اہم کردار نبھایا۔ انہوں نے نومنتخب امیر جماعت مولانا ابواللیث اصلاحی کا دست و بازو بن کر ساتھ دیا۔ 1949 تک صدرالدین اصلاحی مدرسۃ الاصلاح میں تدریسی خدمات انجام دیتے رہے۔ کچھ دنوں کے بعد مرکز جماعت ملیح آباد منتقل ہوا پھر جب فیصلہ کن طور پر رامپور مرکز قرار پایا تو انھیں بھی مرکز بلالیا گیا۔ انھوں نے تحریک کے لیے اپنے آپ کو جیسے وقف ہی کردیا تھا۔ سرائے میر کی امارت مقامی اور یوپی کے چند اضلاع کی قیمی وغیرہ کی ذمہ داریاں تو ان پر بالکل اوائل میں ہی ڈال دی گئی تھیں۔

رامپور منتقل ہوجانے کے بعد وہ جماعت کے شعبہ تصنیف وتالیف کے ذمہ دار اور ثانوی درسگاہ کے ناظم بنائے گئے، درسگاہ میں کافی دنوں تک انہوں نے باضابطہ تدریسی خدمات انجام دیں، نظامت تو

اول سے آخر تک سنبھالے رہے۔ مولانا ابواللیث اور بعد میں مولانا یوسف صاحب کی غیر حاضری (جیل، بیماری یا خانگی ضروریات کی بنا پر) میں مولانا صدرالدین اصلاحی نے کئی مرتبہ بطور قائم مقام، امیر جماعت کا قلمدان سنبھالا۔ مرکزی مجلس شوریٰ میں 1948 سے لے کر 1994 تک اہم خدمات انجام دیں۔

مولانا صدرالدین بات کو سہج اور نرم مگر مدلل انداز سے کہنے کے عادی تھے۔ اجتماعی فیصلے گو وہ ان کی رائے کے خلاف ہی کیوں نہ ہوں، پوری دلجمعی کے ساتھ قبول کرنے کا حوصلہ رکھتے تھے۔ شوریٰ کے ذریعے انھیں متعدد اہم اور مہماتی قسم کی کمیٹیوں کا ممبر اور کنویز بنایا گیا جن میں جماعت کے لٹریچر پر نظر ثانی کمیٹی، دستور جماعت میں ترمیم واضافہ کے لیے سفارشات مرتب کرنے والی کمیٹی، ابتدائی درسگاہ کے لیے نصاب تعلیم کمیٹی، پالیسی پروگرام اور لائحہ عمل کمیٹی، ثانوی درسگاہ کمیٹی اور الیکشن کے تعلق سے جماعت کی پالیسی کے تعین والی کمیٹی قابل ذکر ہیں۔ وہ دعوت ٹرسٹ اور بورڈ آف اسلامک پبلیکیشنز کے ممبر بھی تھے۔ ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی (علی گڑھ) کے قیام سے لے کر 1984 تک اس کے صدر رہے۔ آل انڈیا مسلم پرسنل لا بورڈ، مسلم مجلس مشاورت اور السام ریسرچ فاؤنڈیشن لندن جیسی انجمنوں کے تاسیسی ممبر تھے۔ 1978 سے تادم واپسیں مدرسۃ الاصلاح کے مجلس منتظمہ اور مجلس تعلیمی کے رکن رہے، 1991 تا 1997 اصلاح کی انجمن طلبہ قدیم کے صدر رہے۔ 1983 تا 1990 جامعۃ الفلاح کے ناظم رہے۔ 1954 اور 1975 میں کل ملا کر تین برس جیل بھی گئے اور یہاں بھی اپنے اعلیٰ اخلاق و کردار کی چھاپ چھوڑی۔

قلم کا شہسوار: یہ الگ بات ہے کہ بفضلہٖ تعالیٰ مولانا صدرالدین اصلاحی نے تحریکی ذمہ داریاں نبھائیں اور بطریق احسن نبھا کر پیچھے آنے والوں کے لیے ایک مثال قائم کر گئے، لیکن بنیادی طور پر وہ ایک مفکر اور اہل قلم تھے۔ تحریکی لٹریچر میں ان کا تعاون کمیت کے اعتبار سے مولانا مودودی سے کم ہو تو ہو مگر کیفیت کے اعتبار کچھ بڑھ کر نہیں تو اسی ٹکر کا ہے۔ قرآن پر ان کی گہری نظر تھی اور قرآن سے ہی دلائل مہیا کرنے کے عادی تھے شاید اسی لیے ان کی اکثر تصانیف قرآن کے اردگرد ہی گھومتی نظر آتی ہیں۔ شوریٰ کے فیصلے پر غیر مسلموں کو ذہن میں رکھتے ہوئے انھوں نے تیسیر القرآن کے نام

سے ایک تفسیر کا آغاز کیا تھا لیکن جماعت کی دیگر ترجیحات (دعوتی لٹریچر کی تیاری) کے سبب سورہ بقرہ کے بعد یہ کام جو ملتوی ہوا تو پھر کبھی پورا نہ ہوسکا۔ ان کی تصانیف میں اساس دین کی تعمیر، دین کا قرآنی تصور، اسلام اور اجتماعیت، قرآن مجید کا تعارف، تحریک اسلامی ہند، معرکہ اسلام و جاہلیت، مسلم پرسنل لاء، حقیقت نفاق، اور اسلامی نظام معیشت وغیرہ قابل ذکر ہیں۔ اس کے علاوہ ان کے متعدد مقالات و اشارات ترجمان القرآن اور زندگی نو کی فائلوں میں بند ہیں جو اگر کتابی شکل میں شائع کیے جائیں تو اہل علم پر بڑا احسان ہوگا۔ تفہیم القرآن کی تلخیص کرنے کے لیے جب صاحبِ تفہیم سے اجازت لی گئی تو اجازت اسی شرط پر ملی کہ تلخیص کا یہ کام مولانا صدرالدین اصلاحی کریں گے۔ تین سال کی محنت شاقہ کے بعد مولانا صدرالدین نے 1980 میں چھ جلدوں کی تفہیم القرآن کے عطر کو تلخیص کی ایک جلد میں کشید کرکے اس کے حلقۂ اثر کو وسیع تر کردیا۔ اختلافی مسائل میں اعتدال کی راہ، افادات شاہ ولی اللہ اور حقیقت عبودیت مولانا صدرالدین کے کچھ ایسے تراجم ہیں جو زبان و بیان کے لحاظ سے باضابطہ اور اصل تصنیف معلوم پڑتے ہیں۔

جماعتی پروگراموں میں ان کے دروس قرآن اور مسلمان اور دعوت اسلام جیسی تقاریر کے ذریعے مولانا اصلاحی تحریکی رفقاء کے لہو کو گرماتے رہے، ان کی تحریر و تقریر میں سلاست، روانی، تحقیق، سادگی، وقار، غور و فکر کی دعوت اور دلوں کو چھو جانے والا طنز بدرجہ اتم پایا جاتا ہے۔

وفات: زمانہ طالب علمی سے ہی تحریک اسلامی کے لیے اپنا قلم، اپنی صحت اور اپنا وقت وقف کردینے والا اللہ کا یہ وفادار سپاہی ایک مختصر سی علالت کے بعد 1 نومبر 1998 کو اپنے رب سے جاملا۔ اللہ ان کی قبر کو نور سے بھردے اور تحریک اسلامی کو ان کے بہترین نعم البدل سے نوازے۔

آمین!